۲۴۔ حضرت شیخ عارف بن عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات: ۱۷/صفر ۸۷۲ھ مدفن: ردولی

حضرت شیخ عارف بن عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت شیخ عبدالحق ردولوی کے صاحب زادہ ہیں۔ ان کے صاحب زادہ محمد بن عارف بن عبدالحق ہیں۔ تین پشتوں میں اللہ تعالیٰ نے ولایت عطا فرمائی۔ نہ صرف یہ کہ ولایت، بلکہ پوری دنیا کو ولایت کے نور سے انہوں نے منور کیا۔

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا استغراق

یہ شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے۔ ان کے یہاں بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ ہر وقت کمال درجہ کا استغراق رہتا تھا۔ جیسے ہی بچہ پیدا ہوا، تو حضرت کی توجہات اتنی زبردست ہوتی تھیں کہ ابھی نومولود بچے پر نگاہ پڑی، تو وہ بھی بولنا شروع کرتا حق، حق، حق۔ تین سانس میں تین دفعہ حق، حق، حق، کہہ سکا، مگر وہ اس توجہ کی تاب کہاں لاسکتا ہے؟ چھوٹا سا دل۔ فوراً آنکھیں بند، انتقال کر جاتا تھا۔

ایک گیا بچہ، دوسرا انتقال کر گیا، تو ماں کو تو اولاد چاہئے۔ تو پھر رو کر ایک دفعہ اہلیہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی تو کرامات ہو جاتی ہیں، میرے پاس بچے نہیں ہیں۔ تو اس کے رونے پر حضرت کو ترس آ گیا۔ حضرت نے فرمایا اچھی بات ہے، اب کے جو پیدا ہوگا وہ حق نہیں کہے گا، اور وہ ان شاء اللہ زندہ رہے گا، تو یہ ہیں حضرت عارف۔

شیر خوارگی میں کلام کیا

گہوارے میں، رضاعت کی حالت میں جنہوں نے کلام کیا، لمبی فہرست ہے، قَالَ اِنِّی

عَبْدُ اللّٰہ، حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام، وَشَهِدَشَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا، حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے لئے شاہد گواہی دینے والے بچہ نے جس نے گواہی دی تھی، اصحاب الاخدود والا بچہ۔ اوہوہو! ہمیں فرصت نہیں ہمارے دھندوں سے، ہم نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں غیر نافع امور میں ضائع کر رکھا ہے، ورنہ قرآن پاک میں ہزاروں قصے ہیں۔ اب یہ اصحاب الاخدود، والسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْج کی تفسیر کہیں سے لے کر آپ پڑھیں اور ضرور پڑھئے۔

اصحاب الاخدود

اس میں ایک بچہ کا ذکر ہے، تاریخ کا عظیم ترین انسان وہ بچہ۔ ایک ماں کا ذکر ہے، تاریخ میں ایسی خاتون مشکل سے گزری ہوگی۔ اس میں ایک نوخیز غلام کا ذکر، لڑکے کا، جس نے دنیا بدل دی انسانیت کی اور رہتی دنیا تک کے، قیامت تک کے آنے والے ظالموں کے لئے کھلا عظیم پیغام اس نے دیا۔

لمبا قصہ ہے، آپ نے بار بار سنا بھی ہوگا کہ بادشاہ کا ساحر مرنے لگا۔ اس نے کہا کسی کو میرے پاس سحر سیکھنے کے لئے بھیج دیں، تو اس بچہ کو بھیجا گیا کہ بڑا ہوشیار ہے، اس کو سکھائیں۔ بچہ سیکھنے لگا، تو اس کا گزر ہوتا تھا اہل حق، ایمان والوں کی ایک عبادت گاہ پر۔

وہاں چپکے چپکے اس نے کلمۂ حق سیکھ لیا ''لا الہ الا اللہ''، لیکن جب بادشاہ کو پتہ چلا ایک قصہ کی وجہ سے کہ اس بچہ کے ہاتھوں ایک کرامت ظاہر ہوئی اور وہاں سے ایمان پھیلنا شروع ہوا، تو مختصراً میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کو دھمکیاں دی گئیں، مارنے لگے، مار ڈالنے کے لئے لے گئے، کشتی میں لے جا کر ڈبونے کی کوشش کی، تو سب غرق ہو گئے۔ اسی طرح زندہ واپس للکار رہا ہے اہلِ باطل کو۔ پہاڑ پر لے گئے، وہاں سے پھینکا، تو لڑھک کر لے جانے والی فوج ساری گر گئی، یہ اسی طرح سالم واپس آ گیا۔

مؤمن کی فراست

یہ بڑے ہوشیار ہوتے ہیں ،حق کے لئے کام کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ انہیں زبردست فراست دیتے ہیں،اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤمِن فَاِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه، ان کی فراست بڑی تیز۔ تو لڑکا ہے،مگراس نے کہا کہ اس طرح تم مجھے نہیں مار سکتے۔تم یہ کرو کہ ایک سولی کا انتظام کرو مجھے سولی دینے کے لئے تا کہ ساری دنیا دیکھ سکے۔اس سولی پر مجھے کھڑا کر کے کوئی مجھے تیر مارے۔ اور تیر اس طرح مارتے رہو گے تو میں نہیں مروں گا۔صرف یہی کہو کہ بِـرَبِّ هٰـذا الْغُلَامَ، اس لڑکے کے رب کے نام سے میں مارتا ہوں۔

اب ساری دنیا جمع ہے،جس طرح فرعون نے سحرۃ، جادوگروں کو اکٹھا کیا تھا،حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا مقابلہ ہورہا ہے، لاکھوں وہاں مسلمان ہو گئے تھے، وہی انتظام اس لڑکے نے کیا۔ جب سب ساری دنیا اکٹھی ہوگئی، اس کو سولی کے تختہ پر کھڑا کیا گیا اور مارنے والے نے جیسے ہی تیر پھینکا اور کہا کہ بِـرَبِّ هٰـذا الْغُلام ،اس لڑکے کے رب کے نام سے میں مارتا ہوں، تو اس کو تیر لگا اور جس طرح اس نے مستی میں اور مزے میں اور جو منظر اوپر سے، ملأ اعلیٰ سے، استقبال کے لئے دکھایا گیا ہوگا، ان کو دیکھ کر خوشی میں اس نے جو جان دی ہے، تو اس کی وجہ سے ساری مخلوق جو اکٹھی ہوئی تھی، سب مسلمان ہو گئے اور کہہ اٹھے آمَـنَّـا بِـرَبِّ هٰذا الْغُلام ، کہ ہم بھی سب اس بچہ کے رب پر ایمان لے آئے۔

درباریوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ تو ایک کو تو نے برداشت نہیں کیا تھا۔اب دیکھ یہ تو ساری دنیا کی دنیا مسلمان ہوگئی۔ کہا کہ ان کو بھی مارو۔ایک نشہ ہوتا ہے، میں نے کہا،حکومت کا، طاقت کا ایک نشہ ہوتا ہے۔تو کھائیاں کھودی گئیں، ہزاروں جلاد، پکڑ پکڑ کر اس میں آگ میں ڈالتے تھے۔ پوچھتے تھے کہ اپنے مذہب کو چھوڑتے ہو یا نہیں؟ لڑکے کے مذہب کو چھوڑو گے یا نہیں؟ وہ انکار کرتے اور آگ کی نذر کر دئے جاتے۔

جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں کہ حق، حق، حق بچہ کہتا تھا، تو اس طرح یہاں بھی اصحاب الاخدود کے بچے نے بھی کلام کیا۔ تو ایک ماں کو لایا گیا، اس کے گود میں بچہ اور ماں سے کہا گیا کہ تو اس لڑکے کے مذہب کو چھوڑے گی کہ نہیں؟

پھر دوسرے فوجی نے کہا کہ اس کے بچہ کو چھین لو۔ بچہ کو لے لیا اور اس کو اٹھا کر آگ میں پھینکنے لگے اور کہا کہ دیکھ، اب بھی تو اگر باز نہیں آئی تو تیرے بچہ کو ابھی آگ میں پھینکتے ہیں۔ تو ماں تو اولاد کے لئے سب کچھ کر سکتی ہے، تو وہ ماں تھوڑا سا سوچنے لگی۔ سوچ رہی تھی کہ الٰہی! میرے بچہ کو بھی آگ میں ڈال دیں گے، کیا کروں؟

اب یہاں بچے نے کلام کیا۔ جس طرح وہاں حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہر بچہ پیدا ہوتا تھا، کہتا تھا حق، تو یہاں بھی اس بچے نے کلام کیا۔ شیر خوار بچہ، دودھ پیتا بچہ، وہ کہنے لگا ''**یا امتاہ**''، اے میری پیاری ماں، **اِصْبِرِی فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ**، کہ تو ایمان سے ہاتھ نہ دھونا میری محبت کے خاطر، صبر کرنا۔ یہ اللہ کے نام پر مر جانا، قتل ہو جانا، جل جانا، یہ بہتر ہے کفر کی آگ میں جلنے سے۔ تو اس نے کہا **یَا اُمَّتَاہ اِصْبِرِی فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ**. تو یہ بچہ، یہ اس کی ماں، دونوں نے نارِ دنیا کو نارِ آخرت کے مقابلہ میں ترجیح دی اور کتنا بڑا دنیا کو پیغام دے کر گئے۔

جس طرح اس نے، بچہ نے، انتظام کیا کہ ساری دنیا کو حق کی دعوت اور مسلمان کرنے کے لئے سولی کا اس نے انتظام کیا جس طرح کہ منصور حلاّج نے کیا۔ کسی دن موقع ہوا تو اس کو بھی بیان کریں گے۔

ستر ہ برس کی عمر میں ۔۔۔

ہمارے حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ اور جو بچہ پیدا ہوتا تو کہتا حق، حق، حق، اور انتقال کر جاتا۔ جب ماں نے یہ شکایت کی اور انہوں نے

فرمایا کہ اچھا، اب آئندہ جو بچہ پیدا ہوگا، تو وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ حضرت شیخ عارف زندہ رہے۔ اور زندہ کیا رہے، پوری دنیا کو انہوں نے زندہ کر دیا۔

اور کس عمر میں؟ جب ان کے والد محترم کا انتقال ہوا ہے، تو ان کی عمر صرف سترہ برس تھی۔ اور صرف سترہ برس اپنے والد کی صحبت پائی۔ اس میں اتنا کچھ حاصل کیا جس سے ساری دنیا کو سیراب کرتے رہے۔ ہم تو اپنی عمر کا بہترین حصہ یہ سمجھ کر کے کہ ابھی تو بچہ ہے، لڑکا ہے، ضائع کر دیتے ہیں۔

سترہ برس کی عمر میں تمام علوم کے امام

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کی جب چودہ برس کی عمر ہوئی تو علوم وفنون پڑھ رہے تھے۔ ایک فن سے، ایک علم سے فارغ ہوئے کہ دوسرا فن شروع کیا۔ اس زمانہ میں جس طرح ہم تمام فنون ساتھ ساتھ چلاتے ہیں کہ ایک کتاب نحو کی، ایک صرف کی، ایک حساب کی، ایک سائنس کی، دس موضوع، سبجیکٹس ساتھ چلتے ہیں، ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک ایک موضوع پڑھایا جاتا تھا، نحو پڑھا دیا، صرف پڑھا دیا، منطق پڑھا دی، فلسفہ پڑھا دیا، فقہ پڑھا دیا، پھر اخیر میں جا کر حدیث، پھر اخیر میں جا کر تفسیر، ایک ایک فن پڑھایا جاتا تھا۔

چودہ برس کی عمر میں جیسے فراغت ہو رہی تھی ان علوم سے، تو والد محترم نے بالکل بیچ میں اعلان کیا کہ چلو، تمہاری شادی کرا دیتے ہیں۔ سب گھر والوں کو بھی حیرت ہوئی کہ ابھی چودہ برس کی تو عمر ہے۔ سوچا کہ چلو نکاح کر دیتے ہیں، رخصتی بعد میں ہوتی رہے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح بہت کم سنی میں ہوا۔ تو نکاح ہو گیا۔ نکاح کے چند ماہ کے بعد ان کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب رخصتی کرا دو۔ تو اور زیادہ تعجب ہوا کہ ان کا پڑھنے کا بھی حرج ہوگا اور ابھی جلدی کیا ہے؟ اس عمر میں، پندرہ برس

کی عمر میں، رخصتی بھی۔ لیکن ادھر رخصتی ہوئی اور چند ہفتے گزرے کہ بہو کی نانی کا انتقال ہوگیا، اور فلاں کا انتقال، بڑے بوڑھے جانے لگے۔ تب جا کر سب کو عقل آئی کہ اوہو! یہ تو چونکہ یہ جانے والے تھے، ان کی وجہ نکاح میں اور رخصتی میں عجلت کی گئی۔

مگر جب خود حضرت کا انتقال ہوا، تو اس وقت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر، جب آپ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، تو اس وقت ان کی عمر صرف سترہ برس کی تھی۔ اور سترہ برس کے عمر میں تمام علوم کے حامل نہیں، بلکہ امام بن چکے تھے۔ اور تمام علوم کے ساتھ اپنے والد کے زیرِ سایہ انہوں نے اس طریقت اور سلوک اور تصوف کو مکمل طور پر حاصل کیا، یہاں تک کہ اپنے والد صاحب سے انہیں خلافت ملی۔ ہم تو اس عمر میں ابھی سمجھتے ہیں کہ یہ تو بچہ ہے، جب بڑا ہوگا تب کرے گا۔ اور یہ حضرات اس عمر میں سب کچھ حاصل کر لیتے تھے۔ تو حضرت شاہ عارف جو شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر بیٹھے، تو صرف سترہ برس کی عمر تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بچوں کی حفاظت کی توفیق دے اور خاص طور پر اس نوعمری میں ان کو یہاں کے مضر اثرات سے بچانے کی توفیق دے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.